صحبت مجھے حاصل ہے، نہ ہی ان دونوں آدمیوں کی قدر ومنزلت جانتا ہوں۔ میں زیادہ سے زیادہ اتنا جانتا ہوں کہ آپ کے پاس آنے جانے والوں سے میں نے سنا کہ ان دونوں نے آپ پر ظلم کیا ہے اور آپ سے آگے آئے ہیں۔" فرمانے لگے: "کیا تم ان لوگوں کو جانتے ہو؟ کہنے لگا: مگر ان کے اعمال دیکھ کر بتا سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ دونوں مجھ سے پہلے نہیں آئے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے، ان دونوں نے مجھ پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا ہے۔ اگر تو اپنی تنہائی، دوری اور کم علمی کا اعتراف نہ کرتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔" یہ کہہ کر آپ ﷺ نے ایک طویل خطبہ دیا، جس میں ابو بکر ﷺ وعمر ﷺ کی خوب تعریف کی۔ پھر آخر میں فرمایا: "لوگو! جان لو نبی ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل ابو بکر ﷺ پھر عمر ﷺ پھر عثمان ﷺ پھر میں ہوں۔ میں نے ان حقائق کو تمہاری گردنوں پہ رکھا ہے، پیچھے (بعد میں) آنے والوں کو پہچان کرانے کے لیے۔ اب کے بعد تمہاری مجھ پر کوئی حجت نہیں ہوگی۔ **وأنا أستغفر اللهَ لنا ولكم ولجميع إخواننا المسلمين**" [الموافقة بين اهل البيت والصحابة، رياض النضرة في مناقب العشرة ١/٦٦]

۹۔ حضرت علی ﷺ نے امیر معاویہ ﷺ کو لکھا: "میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابو بکر ﷺ، عمر ﷺ اور عثمان ﷺ کی بیعت کی ہے۔ اور بیعت کا ایجنڈا وہی ہے جو ان کا تھا۔ پس اس کے بعد حاضر مجلس کے لیے کسی اور کو منتخب کرنا اور غیر حاضر کو مسترد کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ مشاورت اور خلافت سازی کا حق مہاجرین وانصار کو حاصل ہے۔ اگر وہ اکٹھے ہو کر کسی کو "امام" مقرر کر دیں تو اسی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔ اگر کوئی طعن وتشنیع یا بدعت وغیرہ کا الزام لگائے اس سے مومنین کا راستہ ترک کرنے کی پاداش میں قتال کیا جائے گا۔" [نهج البلاغة]

۱۰۔ **محمد بن علی المعروف با بن الحنفیہؒ:** سالم بن ابو الجعد کہتا ہے کہ میں نے محمد بن الحنفیہؒ سے پوچھا: "**لأيّ شيءٍ قدّم أبوبكر حتى لايذكر فيهم غيره؟ قال: لأنه كان أفضلهم إسلاماً حين أسلم، فلم يزل كذلك حتى قبضه الله**۔" "کیا وجہ ہے کہ ابو بکر ﷺ کو ہر جگہ مقدم رکھا جاتا ہے یہاں تک کہ ان کے علاوہ دوسروں کا نام نہیں لیا جاتا؟ کہنے لگا: "کیونکہ وہ جب مسلمان ہوئے تو وہ سب سے بہترین مسلمان تھا۔ پھر وہ اسی طرح رہا یہاں تک کہ اللہ نے انہیں اٹھالیا۔" [أسد الغابة ص ٣٤٢]

۱۱۔ جب آپ ﷺ اور حضرت امیر معاویہ ﷺ میں صلح ہوئی تو آپ ﷺ نے شرائط صلح میں ایک شرط یہ لکھوائی: "امیر معاویہ لوگوں کے مابین فیصلے اللہ کی کتاب، نبی اکرم ﷺ کی سنت اور خلفائے راشدین کی سیرت کے مطابق کریں گے۔ نیز امور مملکت بھی اسی طریقے پر چلائیں گے۔" **[منتهى الآمال ٢/٢١٢]**

نفسیاتی علاج

حبِ جاہ خطرناک ترین بیماری

بقلم: احمد معاذ   انتخاب: عثمان غنی نذیر حسین

انسان کی روحانی بیماریوں میں "حبِ جاہ" یعنی شان وشوکت اور اثر ورسوخ کی لالچ' خطرناک ترین بیماری ہے۔ سمجھ لیں کہ روح کی اکثر بیماریوں کا تعلق حبِ جاہ سے ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "**ما ذئبانِ جائعانِ أرسلا فی غنمٍ بأفسدَ لها مِن حرصِ المرءِ علی المالِ والشرفِ لدینِه**" [الترمذی الزھد ح۲۳۷٦ وقال حسن صحیح وصححه الألبانی] "بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں دو بھوکے بھیڑیے چھوڑ دے جائیں تو وہ ان کو اتنا نقصان نہیں دیں گے، جتنا مال وجاہ کی محبت آدمی کے دین کو نقصان دیتی ہے۔" حبّ جاہ کا مریض خود پسندی اور غرور جیسی بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ ایسا انسان چاہتا ہے کہ اس کی عزت اور اس کا احترام سب سے بڑھ کر ہو، لوگ اس کی عقل کی داد دیں، اس سے زیادہ کوئی شہرت یافتہ نہ ہو۔ ایسا شخص اپنے علاوہ کسی کو بہتر نہیں سمجھتا۔ انا، فخر، غرور، تکبر اور خودنمائی کا مارا ہوتا ہے۔ گویا یہ انسان اللہ رب العزت کو خالق ومالک کہتے ہوئے بھی اندر سے فرعون بنا ہوتا ہے۔

جاہ کی محبت انسان کے دل میں نفاق بھر دیتی ہے۔ یہ انسان ہر وقت دکھاوے، نمود ونمائش اور شہرت کے پیچھے بھاگتا نظر آئے گا۔ وہ چاہتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ہو؛ بلکہ لوگوں کے دل اس کے قبضے میں آجائیں۔ بس لوگ اس کی تعریفیں کرتے رہیں۔ جو وہ کہے اسے حرف آخر سمجھا جائے۔ وہ اس خواہش پر بھلائی کے کام کرتا ہے کہ لوگ اس کو سلامی دیں، اس کی تعظیم کریں۔ وہ کوئی بھی دینی و دنیاوی کام محض اس لیے کرتا ہے کہ لوگ اسے جان لیں۔ اسے نیک، ہمدرد اور سخی انسان کہیں۔

یہ مرض بہت عام ہے، تقریباً ہر انسان کو اپنی بڑائی اور عزت کی خواہش ہوتی ہے۔☆ الا ماشاء اللہ۔ ایسا انسان اگرچہ ربوبیت کا دعویٰ نہ کرے، لیکن اس کے دل میں فرعونیت چھپی ہوتی ہے؛ اگرچہ وہ اس کا زبان سے اقرار نہ کرتا ہو۔

☆ جس حد تک بڑائی اور عزت کی "فطری خواہش" ہوتی ہے؛ وہ مذموم "حب جاہ" کی تعریف میں نہیں آتا۔ حتیٰ کہ بعض احادیث شریفہ میں عزت اور محبت کے حصول کی دعائیں بھی سکھلائی گئی ہیں۔ قابل مذمت اس وقت ہوتی ہے، جب یہ خواہش فطری حد سے تجاوز کر جائے اور اس کے حصول کے لیے غلط طریقے اپنائے جائیں۔ (ابو محمد)

حبِ جاہ کی انتہا یہ ہے کہ فرعون نے زبان سے کہا "میں ہی تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔" بعض لوگ حبِ جاہ میں فقراء کا روپ اپنا لیتے ہیں، عاجزی وانکساری کا مظاہر کرتے ہیں۔ اور بعض پوری شان وشوکت سے رہتے ہیں۔ غرض یہ کہ ہر فرد اپنی سمجھ کے مطابق لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے ان کے دلوں میں جگہ بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

انسان کو قدرت نے کامل نہیں بنایا، لیکن یہ انسان اپنی عقل اور علم کا اظہار اس انداز میں کرتا ہے کہ لوگ اس کو مفکر، محقق، مدبر اور فلسفی سمجھ کر اس کے معتقد بن جائیں۔ نمرود اور فرعون بھی حبِ جاہ کے مریض تھے، یہاں تک کہ ربوبیت کا دعویٰ کرتے رہے۔ لیکن انجام کیا ہوا؟ ایک کو اللہ رب العالمین نے مچھر کے ذریعے سے تڑپا دیا، اور وہ جوتے کھاتے کھاتے عبرت کا نشان بن گیا۔ دوسرے کو اس کے لشکر سمیت جانتے، بوجھتے، دیکھتے ہوئے بہتے دریا میں غرق کر دیا۔

ابو جہل کا حال دیکھو، عرب میں اسے بڑا عقلمند اور ہوشیار سمجھا جاتا تھا۔ اپنی قوم کا سردار، لیکن "جاہلوں کے باپ" کے نام سے مشہور ہوا، اس کی حب جاہ کی حالت دیکھ لیں کہ جب میدان جنگ میں اس پر وار ہوا' تو تب بھی یہ خواہش کی کہ گردن ذرا نیچے سے کاٹی جائے، تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ ایک سردار کا سر ہے۔ ذلت کی موت میں بھی عزت کی فکر! گردن کٹ رہی ہے، لیکن حب جاہ کا نشہ ایسا ہے کہ انجام سے غافل ہے۔ ابوجہل کا کہنا تھا کہ بیشک محمد ﷺ سچے ہیں، امانت دار ہیں؛ لیکن ان کی تعلیمات پر ایمان لانے سے، ان کی اطاعت کرنے سے دنیا میں میری عزت چلی جائے گی، سرداری ختم ہو جائے گی۔ **آج خود دیکھئے جو لوگ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے روگردانی کرتے ہیں، سنت پر عمل سے دنیا کی عزت ووقار میں کمی کا خدشہ محسوس کرتے ہیں، وہ اپنی نسبت کن لوگوں سے جوڑتے ہیں!**

عام طور پر انسان میں اپنی تعریف کروانے کی خواہش ہوتی ہے، وہ اس سے دلی سکون اور عجیب راحت محسوس کرتا ہے۔ اور کسی کام پر تعریف ہو جائے تو کتنی دیر انہی لمحات، الفاظ اور فقروں کو سوچتا رہتا ہے، کہ فلاں موقع پر اس کی تعریف ہوئی۔ اس حب جاہ کے مرض نے لوگوں کو ہلاکت میں ڈالا ہے۔ بظاہر جو انسان اللہ رب العالمین کا فرمانبردار ہوتا ہے؛ لیکن دل ہی دل میں اللہ کا سخت نافرمان ہوتا ہے۔ اسے ریا کاری، نمود ونمائش اور عزت وشہرت کی لالچ نے گناہوں کے دلدل میں دھنسا رکھا ہوتا ہے، اور اس کے اعمال صالح برباد ہوتے چلے جاتے ہیں۔

انسان کو ہر لمحہ یہ فکر کرنا چاہئے کہ جب دنیا اور اس کی نعمت وشہرت سب کچھ عارضی ہے؛ تو میری تعریف، عزت اور شہرت بھی عارضی ہے۔ عارضی چیز مجھے وقتی فائدہ تو دے سکتی ہے؛ ہمیشہ کی راحت وسکون نہیں۔ جبکہ اللہ کریم کی محبت ومعرفت انسان کو مسلسل بارگاہ ربانی میں ترقی دلاتی ہے۔ اور جس کو یہ خالص محبت نصیب ہو جائے، اس کو دنیا میں عزت

وشہرت کی کیا ہوس باقی رہے گی۔ سمجھنے کی بات ہے کہ اکثر تعریف کرنے والے مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں۔ "دل رکھنے کے لیے" جھوٹ بولتے ہیں۔ ایسی جھوٹی تعریفوں سے خود کو کیوں غفلت میں ڈالا جائے، کہ اندر کے جہاں میں کیسی خامیاں، کمزوریاں، نقائص، بے چینی اور تباہی ہے...... تو سمجھ آجائے گی کہ میں اصل میں تعریف کے قابل ہی نہیں۔

اگر کوئی ہمارے مال کی تعریف کرے، تو اس سے کیا ہمارے مال میں اضافہ ہوگا؟ بلکہ اس کی بظاہر تعریف کرنے کے پیچھے حسد کا جذبہ ہوسکتا ہے۔ اس صورت میں اس شخص کی حسد بھری نظر نقصان ہی پہنچائے گی۔ پھر دیکھا جائے کہ تعریف سننے سے اس کی صحت میں کیا بہتری آئے گی؟ عمر میں اضافہ بھی نہیں ہوگا۔ لوگ اگر اس کے علم کی تعریف کریں، تو انسان سوچ لے کہ مجھے اگلے لمحے کا ہی علم نہیں کہ سانس چلتا بھی رہے گا یا موت آجائے گی؟ کیا مصیبت، پریشانی اور آزمائش مجھ پر آنے والی ہے؟ اور اگر انسان تعریف کے قابل ہو بھی تو سوچے کہ کسی بندے کی تعریف سے بارگاہ رب کریم میں مجھے کیا نفع حاصل ہوگا؟ وہاں تو قربت' تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے۔ اور تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ دل کو اللہ تعالیٰ کے غیر سے خالی کرلیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے علاوہ جتنی محبتیں اور خواہشیں ہیں، وہ سب اللہ کریم کا غیر ہیں۔

فرض کریں ایک شخص سے پسینے کی بدبو آرہی ہے۔ اب کوئی اس کی ایسی تعریف کرے کہ آپ سے تو گلاب کی خوشبو آرہی ہے؛ تو کیا ایسی تعریف کا اعتبار کیا جائے گا؟ اور اگر اس شخص سے واقعی گلاب کی خوشبو آتی ہو' تو کسی کی تعریف کرنے سے اس میں کوئی نکھار آجائے گا یا اضافہ ہوجائے گا؟! یہ روحانی امراض انسان کو دھوکے میں رکھتے ہیں۔ اس لیے انسان کو روحانی امراض کے علاج کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے اور ساتھ ہی اعمال صالحہ کو نکھارنے کی فکر بھی کرنی چاہیے۔

قرآن وحدیث میں یاددہانی کرائی جارہی ہے کہ ایک دن ہم سب مرنے والے ہیں۔ اور شہرت ودولت ہمارے کسی کام نہیں آنے والی ہے۔ پھر حب جاہ ہمارے کس کام کی؟ اصل تو وہ نیت وارادہ اور اعمال صالحہ ہیں، جو موت کے بعد ہمارا ساتھ نبھائیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کے سوا کچھ نہیں۔

حب جاہ کی ہوس انسان کو کبھی مطمئن نہیں ہونے دیتی۔ یہ مریض کبھی اپنی حالت پر مطمئن نہیں ہوتا۔ "مزید" کی خواہش اس کو دیوانہ بنا کر رکھتی ہے۔ مشاہدے میں ایسے حضرات بھی آئے ہیں، جن کا یہ مرض اتنا شدید ہوجاتا ہے کہ وہ ہر وقت احساسِ کمتری واحساسِ برتری کی جنگ میں پھنسے رہتے ہیں۔ آخر کار اپنے ذہن کو سکون دینے کے لیے نشہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی ذاتی زندگی میں افراتفری ہوتی ہے، وہ عجیب انتشاری کیفیت سے دوچار ہوتے ہیں۔ صرف جلوت میں مسکراہٹوں کی نمائش ہوتی ہے۔ پھر لوگوں کی ایسی باتیں جو ایسے حضرات کی طبیعت اور مزاج کے خلاف ہوتی ہیں، ان کو